قیامت تک کے لئے گھوڑوں کی پیشانیوں میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھ دی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ رفروری ۱۹۷۵ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:-

اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَا اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِــُٔوْنَ ۝ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ۝

(الواقعۃ: ۷۲ تا ۷۴)

پھر حضور انور نے فرمایا:-

گذشتہ برس یا شاید ایک سال سے زائد ہوا، میں نے اہلِ ربوہ سے کہا تھا کہ زیادہ سے زیادہ درخت لگائیں، کھلی جگہوں پر، سڑکوں پر، گھروں میں۔ اس سلسلہ میں کچھ کام تو ہوا ہے لیکن جس توجہ اور تندہی سے یہ کام ہونا چاہیئے تھا اس طرح پر نہیں ہوا۔ اُس وقت کے لگے ہوئے کچھ درخت تو ہمیں یہاں آتے ہوئے بھی سڑک کے کناروں پر نظر آتے ہیں لیکن اتنے تو کافی نہیں کیونکہ سارے ملک میں یہ ہفتہ درخت لگانے کا منایا جا رہا ہے اور چونکہ ہمارے دل میں اپنے ملک کا پیار ہے اور اس کی خوش حالی کے لئے ہمارے دل میں تڑپ بھی ہے اور عملاً بھی ہم اس میں حصہ لیتے ہیں اور ملکوں کی خوش حالی کا مدار ایک حد تک جنگلات اور درختوں پر بھی ہوتا ہے۔

ہمارے ملک میں بلکہ مَیں کہوں گا کہ اس سارے علاقے میں درختوں کی طرف توجہ نہیں۔ یہاں حسناتِ دُنیا کے لئے بھی وہ کوشش نہیں کی گئی جس کی طرف اسلام کی تعلیم ہمیں توجہ دلاتی ہے۔ اُخروی حسنات تو علیحدہ رہے چنانچہ حسناتِ دُنیا میں سے ایک جنگلات کے حسنات ہیں فوائد ہیں۔ قرآن کریم نے درختوں کے بہت سے فوائد بھی بتائے اور قرآن کریم نے یہ بھی بتایا کہ ایک مسلمان کو درخت کو پالنے کی طرف توجہ دینی چاہیئے اور بغیر ضرورت کے درختوں کو کاٹنا نہیں چاہیئے نہ ضائع کرنا چاہیئے بڑی سختی سے اسلامی تعلیم نے یہ حکم دیا ہے۔

پس اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مل کر جہاں جہاں احمدی ہیں وہ زیادہ سے زیادہ جنگلات اور درخت لگانے کی طرف توجہ دیں اور ربوہ کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہیئے کیونکہ ایک تو ہم اپنے اس شہر کو خوبصورت بنانا چاہتے ہیں پھر سایہ دار بنانا چاہتے ہیں۔ اس وقت گرمیوں میں بڑی سخت تپش ہمیں تنگ کرتی ہے۔ اگر ہر گھر میں درخت ہوں تو اس تپش میں کمی بھی آجائے گی اور درخت لگانے کے اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ربوہ میں ہزار سے اوپر گھر ہیں ان میں سے ہر ایک میں اتنی گنجائش آسانی سے نکل سکتی ہے اگر ہم گھروں میں نو سے لے کر بیس یا بائیس درخت تک لگائیں تو وہ آسانی سے پالے جا سکتے ہیں۔ توجہ سے محنت کرنے کی بات ہے وقت پر پانی دینے کی بات ہے کھاد جو ہے وہ تو جو برتن آپ دھوتے ہیں یا اس قسم کی دوسری چیزیں ہیں اگر ان کا رُخ درختوں کی طرف پھیر دیا جائے تو وہ کھاد بن جاتی ہیں۔ ہمارے یہاں ربوہ کی مٹی میں کلّر بڑا ہے اسی طرح اس مٹی میں اور بھی بہت سے کیمیاوی اجزا ہیں۔ بہت سے درخت یہاں ہوتے نہیں۔ کالج کے زمانہ میں، مَیں نے درخت لگانے کی بہت کوشش کی اور ہم لاہور سے تین سو کے قریب قسمیں مختلف درختوں اور Shrubs (جھاڑیوں) کی لے کر آئے تھے جن میں سے آٹھ یا دس پودے پلے تھے، باقی درختوں کو زمین نے قبول نہیں کیا یا ان درختوں نے زمین کو قبول نہیں کیا۔ بہرحال بعض ایسے درخت ہیں جو یہاں ہو جاتے ہیں اور ہماری زمین کے نیچے چار پانچ فٹ سے اور پھر دس بارہ فٹ تک بڑا سخت حصہ زمین کا ہے۔ یہاں ایک Layer یا تہہ آتی ہے جس میں عام درختوں کی جڑیں گزر نہیں سکتیں اور عام درخت جو ہیں ان کو خدا تعالیٰ نے یہ نہیں سکھایا کہ وہ اگر نیچے نہ جا

سکیں تو اوپر پھیل جائیں اور اپنی غذا کو اوپر سے لے لیں۔

بہرحال یہاں جو درخت ہو جاتے ہیں ان میں سے ایک بڑا صحت مند درخت ہے جو کہ بڑا فائدہ مند بھی ہے وہ ہے یوکلپٹس ۔ یوکلپٹس شاخیں نکال کے بہت زمین گھیرتا ہے لیکن اگر آپ قریب قریب لگا دیں تو شاخیں کم نکلیں گی اور تنا موٹا ہو جائے گا بیچ کا اور اوپر چلا جائے گا۔ اس کام کے لئے ماہرین جنگلات نے ہمیں مشورہ دیا ہے کہ یہ درخت پانچ فٹ پر بھی لگایا جا سکتا ہے۔ اگر پانچ پانچ فٹ پر درخت لگائیں اور آپ کے پاس ۱۰×۱۰ فٹ جگہ ہو جس کا مطلب ہے کہ دو تین چار پائیوں کی جگہ تو تین درخت ایک طرف اور تین ایک طرف تو نو درخت اس جگہ میں لگ جاتے ہیں ۱۰×۱۰ فٹ کا مطلب ہے دو تین چار پائیوں کی جگہ جس مکان میں آپ نکال لیں تو ۹ درخت لگا سکتے ہیں اور اگر آپ کے پاس بیس فٹ جگہ ہو تو اس بیس فٹ مربع میں پچیس درخت لگ جاتے ہیں پانچ پانچ درخت اوپر اور یہ کوئی بڑی جگہ نہیں ہے۔ یہاں کے چھوٹے مکانوں میں کم از کم نو درخت کی بلکہ اکثر میں پچیس درخت کی جگہ نکل آئے گی۔

اسی طرح ایک اور درخت جسے پنجابی میں دھریک کہتے ہیں، یہ بھی یہاں ہوتی ہے اور اس کی لکڑی بھی اچھی قیمتی ہے بہت زیادہ لکڑی نہیں ہوتی لیکن اس کے بالے دیمک نہیں ان کو کھاتی اکثر دیہات میں دھریک کے بالے استعمال ہوتے ہیں۔ یہ درخت بھی پانچ فٹ پر لگایا جا سکتا ہے۔ پھر شہتوت ہے، توت شہتوت نہیں۔ اگر آپ دیسی توت کے پچیس درخت لگائیں وہ قسم جس کے اوپر شہد کے کیڑے پالے جا سکتے ہیں جب وہ پانچ سال کا ہو جائے تو آپ اس پر نصف اونس ریشم کے کیڑے پال سکتے ہیں۔ پانچ سال کے پچیس درختوں پر اور ہر سال اگر عقل وفراست سے محنت کریں تو مفت میں ہر گھر کو جو کیڑے پالے زائد آمد پانچ صد سے ایک ہزار روپیہ تک ہو جاتی ہے یہ بھی جیب خرچ سمجھ لیں۔ احمدی سگریٹ تو نہیں پیتے یا مجھے یوں کہنا چاہیئے کہ انہیں سگریٹ نہیں پینا چاہیئے اور اس قسم کی اور عادتیں نہیں ہونی چاہئیں۔

پس درخت لگانے سے بہت سارے کام اس سے آ جاتے ہیں ثواب بھی کمایا جا سکتا ہے اور دُنیا کی ضرورتیں بھی پوری کی جا سکتی ہیں اور اگر ہمارے ہر گھر میں جو ایک ہزار سے

زائد ہیں اوسطاً بیس درخت ہوں کہیں نو کہیں پندرہ، کہیں پچیس تو یہ بیس ہزار درخت بن جاتا ہے اور سارے ربوہ کی مجموعی آمد بڑھ جاتی ہے ان درختوں کی وجہ سے شہر کی شکل دور ہوائی جہاز سے۔ ہوائی جہاز یہاں بہت گزرتے ہیں راستہ ہے ان جہازوں کا یہ۔ ویسے آنکھ کو بھی سایہ، آرام دہ جگہ۔ گرمیوں میں کوئی تکلیف بھی نہیں ہوتی بہت سے فوائد ہیں۔

جو آیات میں نے اس وقت تلاوت کی ہیں ان میں بھی اللہ تعالیٰ نے کئی فوائد درختوں کے بتائے ہیں ایک یہ کہ لکڑی سے ہم گرمی حاصل کرتے ہیں آگ جلاتے ہیں، آگ سے ہزارہا کام ہیں ہمارے جن کا تعلق آگ سے ہے۔ ہمارا کھانا پکتا ہے آگ پر، بہت سی انڈسٹریز ہیں جن میں لکڑی جلتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی شان بتائی ہے کہ تم درخت کا بیج لگا سکتے ہو یا پودا اُگا سکتے ہو لیکن اس حالت میں بیج کا پہنچ جانا جب لگانے کے قابل ہے یا بعد میں بڑھنا، یہ انسان کا کام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کی ضرورت ہے اور وہ اس سے دُعا اور تضرّع کے ساتھ مانگنا چاہیئے۔

پس ہمیں خدا تعالیٰ کی شان ہر جگہ نظر آتی ہے، درختوں میں بھی اور اس کی دوسری مخلوقات میں بھی، بے حد اس کی صفات ہیں اس کی خلق کے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے جلوے غیر محدود ہیں، اس لئے جو چیز اس کی دست قدرت سے پیدا ہوئی ہے اس کی صفات بھی اور خواص بھی غیر محدود ہیں۔ انسان ان پر حاوی نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ پچھلے دو سو سال میں لکڑی سے وہ کام لئے گئے ہیں جو اس سے پہلے نہیں لئے گئے چنانچہ چپ بورڈ ایک نئی ایجاد ہے یہ بھی لکڑی سے بنتی ہے۔

اور ایک تو خدا تعالیٰ نے یہاں اس طرف توجہ دلائی کہ ہمارے حکم سے درخت پلتے ہیں اس لئے خالی درخت کا لگانا کافی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے اس حکم کے حصول کے لئے اس کے حضور عاجزانہ دعائیں اور اس کی خاطر عاجزانہ راہوں کا اختیار کرنا بھی ضروری ہے۔

دوسرے فرمایا کہ اس میں ہم نے نصیحت کے سامان رکھے ہیں ایک تو جو مَیں نے ابھی بتایا وہ نصیحت ہے اور دوسرے نصیحت کے سامان یہ کہ اب اِن درختوں سے ہمارا کاغذ بننے لگ گیا ہے اور کتابیں شائع ہوتی ہیں مثلاً قرآن کریم جو کہ ذکر کی کتاب ہے ساری دُنیا میں اس کا

پھیلانا جو ہے درخت اس کے اندر خدمت کر رہے ہیں اور ممد و معاون بن رہے ہیں یہ ہے تذکرہ۔ پھر قرآنِ کریم کی تفسیر ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی شکل میں انسان تک پہنچی یا صلحائے امت کی کتب جو اُنہوں نے لکھیں یا اقوال جو تحریر میں آئے، یا پھر اس زمانہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم روحانی فرزند نے زمانہ حاضرہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے اور مسائل کو حل کرنے کے لئے قرآن کریم کی تفسیر ہمارے ہاتھ میں رکھی۔ یہ وہ بھی کاغذ کے اوپر کتابیں دُنیا میں پھیلائی جا رہی ہیں اس معنی میں یہ تذکرہ ہے اور پھر تیسری چیز جس کا ذکر یہاں ہے وہ یہ کہ لکڑی میں مسافروں کی سہولت کا سامان رکھا گیا ہے جیسے کشتیاں ہیں ایک زمانہ میں تو لکڑی کی کشتیاں بنتی تھیں۔ ہمارے دریاؤں میں ڈونیاں ہیں بڑے جہاز یہاں نہیں ہمارے شمالی علاقوں میں بھی بڑے بڑے جہاز تو نہیں ہیں البتہ چھوٹی کشتیاں ضرور چلتی ہیں جو کہ لکڑی کی بنی ہوئی ہیں یہ لکڑی کی کشتیاں مسافروں کے کام آتی ہیں بڑے جہاز جو ہیں وہ اگرچہ لوہے کے خول اُنہوں نے بنا دیئے ہیں لیکن اندر سارا کام لکڑی سے کیا جا رہا ہے تو مسافروں کے آرام کے لئے سامان پیدا کر دیئے۔

اور قرآن کریم نے بہت سی آیات میں درختوں کے فوائد کا ذکر کیا ہے۔ میں نے ان میں سے تین لئے ہیں ان آیات میں سے۔ ایک بڑا فائدہ درخت کا یہ ہے کہ وہ آپ کے لئے پھلوں کی شکل میں بہترین غذا مہیا کرتا ہے۔ خدا کی عجیب شان ہے کہ ایک ہی مٹی، ایک ہی پانی، قریباً کم وبیش ایک ہی قسم کی کھاد سے مختلف الانواع پھل، جن کے مزے بھی مختلف، جن کی شکل بھی ہماری آنکھوں کے لئے سرور کا باعث بنتی ہے وہ بھی مختلف، جن کے خواص بھی مختلف، کوئی گرم ہے، کوئی سرد ہے۔ موسموں کے لحاظ سے سردی کے پھل اور گرما کے پھل اور بہار کے پھل اور خزاں کے پھل ہر موسم کے لئے یہ درخت ہمارے لئے پھل مہیا کرتے ہیں اور جنت کے متعلق قرآن کریم نے یہ فرمایا کہ پھل کبھی ختم نہیں ہوں گے اس دُنیا میں بھی جنت جیسے جنات اور باغ لگائے جا سکتے ہیں جس میں ہر موسم کا درخت لگایا جائے اور ہر موسم میں پھل آپ کو ملتے رہیں۔

میں توت کے درخت کے متعلق بات کر رہا تھا۔ اگر توت کا درخت ریشم کے لئے نہیں

لگانا تو شہتوت لگا دیں فاصلہ ذرا بڑھا دیں اور درخت اس طرح کم لگا دیں تو آپ کو اپنے موسم میں پھل مل جائے گا۔

جن دوستوں کو پھلوں والے درخت سے دلچسپی ہو اور جلدی پھل کھانا چاہیں تو جلدی پھل دینے والا درخت انجیر ہے بعض دفعہ قلم لگائی جائے تو پہلے سال ہی ایک آدھ انجیر لگ جاتی ہے ایسے ہی شہتوت بھی بڑی جلدی پھل دیتا ہے اور یہ سخت جان بھی ہے اسے زیادہ سنبھالنے کی کوشش بھی نہیں کرنی پڑتی۔

پس آپ درخت لگائیں، اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے پالنے اور لگانے کا حکم دیا ہے۔اس لئے کثرت سے جماعت کے دوست خصوصاً زمیندار، درختوں اور جنگلات کی طرف توجہ کریں اور اپنے کھیتوں میں بھی درخت لگائیں۔اس وقت ربوہ کے لوگ میرے مخاطب ہیں انہیں چاہیئے کہ گھروں میں نو سے پچیس تک درخت لگا دیں۔اس سلسلہ میں بعض محلوں نے کام شروع کر دیا ہے ویسے بعض درختوں کا پالنا یا حاصل کرنا بھی آسان ہے اور بعض مفت مل جاتے ہیں۔میرا خیال ہے کہ آپ کو مفت نہ ملیں تو زیادہ اچھا ہے کیونکہ اٹھنی یا روپیہ فی درخت خرچ کریں گے تو زیادہ شوق و پیار سے اُسے پالیں گے تاکہ آپ کی رقم ضائع نہ ہو جائے۔ بہرحال جو خرید نہیں سکتے وہ دوسرے درخت بھی شوق سے پالیں۔بعض درختوں کی تو قلمیں لگ جاتی ہیں اور اس پر خرچ بھی نہیں آتا مگر یوکلپٹس کی قلم نہیں لگتی یہ بیج سے پودا تیار کیا جاتا ہے اور پھر اس کی جگہ بدل کر دوسری جگہ لگایا جاتا ہے۔جنگلات والے غالباً آٹھ آنے میں اور نرسری والے ایک روپیہ میں پودا دیتے ہیں۔

بہرحال درخت خواہ کسی شکل میں ہوں لگنے چاہئیں آپ کے محلوں کے جو پریذیڈنٹ ہیں اُنہوں نے کام شروع کر دیا ہے جنہوں نے شروع نہیں کیا وہ میرا خطبہ سُنیں اور شروع کر دیں، یہ دن آج کل پودے لگانے کے ہیں۔ میں نے بتایا کہ ساری قوم درخت لگانے کی طرف متوجہ ہے اور ہم اپنی اس قوم کا ایک حصہ ہیں اور ہمارے دل میں ہمارے نزدیک اس ملک کے لئے شاید دوسروں کی نسبت زیادہ پیار ہو۔

عموماً ہم درخت تو بہت لگاتے ہیں لیکن پھر پرواہ نہیں کرتے جس کی وجہ سے ضائع ہو

جاتے ہیں۔ پس ہر احمدی کو چاہیئے کہ درخت لگائے اور حتی الوسع اس کو ضائع نہ ہونے دے۔ اس لئے جو مادی تدبیر ہے وہ بھی کرے اور پھر جو روحانی تدبیر ہے دعا کے ساتھ، پیار کے ساتھ، وہ بھی کرے اور خدا کو یہ کہے کہ اے خدا! تو نے قرآن کریم میں درخت لگانے کا حکم دیا ہے۔ درختوں سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن تیرے پیار سے ہمیں دلچسپی ہے وہی ہماری زندگی اور روح کی غذا ہے۔ باقی ان درختوں کو ہم نے کیا کرنا ہے؟ تیرا حکم ہے تیرا منشاء ہے تیری خواہش ہے کہ جو بھی خدام تو نے ہمارے لئے پیدا کئے ہیں ہم ان سے خدمت لیں اس لئے ہم یہ درخت بھی لگاتے ہیں۔

اور دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں اسی کے تسلسل میں اور اسی لئے ہم گھوڑوں سے بھی پیار کرتے ہیں، گھوڑا، کتا یا دوسرے جانور جو ہیں اپنی ذات میں ہمیں ان سے کیا پیار ہے لیکن ہر مخلوق کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا:-

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ

(الجاثیة:۱۴)

کہ ہر مخلوق انسان کی خدمت کے لئے بطور خادم پیدا کی گئی ہے پس جس کو خدا نے ہمارا خادم بنایا بڑا ہی متکبر اور مغرور ہوگا وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے لئے ہمارے اس خادم سے خدمت لینے سے انکار کر دے اور اِباء اور استکبار اور بغاوت کی راہ اختیار کرے۔

پس گھوڑا بھی ہمارا خادم ہے قرآن کریم نے اس کی بڑی تعریف کی۔ پہلے انبیاء نے اس سے خدمت لی۔ اسلام نے خدمت لی، اس وقت گھوڑوں کے متعلق یورپ و امریکہ میں جو کتب لکھی جا رہی ہیں اگر ان میں عرب گھوڑے کا ذکر ہے تو مجبور ہو گئے ہیں اپنے تمام تعصّبات کے باوجود کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی لیں اور آج کی بھی ساری دُنیا اس بات کے اعتراف پر مجبور ہے کہ عرب گھوڑے کی نشو ونما اور اس کو کھلانا اور اس کے خواص کو قانونِ قدرت کے مطابق ضیاع سے بچانا، یہ سب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہوا ہے۔

میں نے ایک کتاب میں پڑھا کہ عرب کو فائدہ اس وقت پہنچا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ مسلمان جو مظلوم ہیں اور بڑی بڑی طاقتیں ان پر حملہ آور ہو رہی ہیں ان کی

فوج میں گھوڑ سوار فوج بھی ہو۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑ سوار فوج کی تربیت کا فیصلہ کیا تو عرب نسل گھوڑے کی نشوونما ہوئی اور گھوڑوں کے جو ماہر ہیں عیسائی ہو یا دہریہ ہو، غیر مسلم یورپ اور امریکہ کے رہنے والے ان کی متفقہ رائے یہ ہے کہ

"There is no horse in the world but Arab"

یعنی دُنیا میں گھوڑا تو ایک ہی ہے اور وہ عرب ہے۔ باقی تو ویسے ہی اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ تو مجبور ہو گئے حالانکہ یہ اتنا چھوٹا سا احسان ہے آپ کے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انسانیت پر بہت بڑے احسان ہیں اور بے شمار احسان ہیں بڑے بھی اور چھوٹے بھی، ایک چھوٹا سا احسان گھوڑے کا ہے اور اس چھوٹے سے احسان کو غیر مسلم دُنیا تسلیم کرتی ہے اس کا ذکر کرتی ہے اور کتابیں جو ہیں ان میں اس قسم کی تحریریں ملتی ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ قیامت تک اگر تم چاہو تو گھوڑوں میں جو برکت رکھی گئی ہے اس سے تم فائدہ حاصل کر سکتے ہو آپ نے فرمایا کہ قیامت تک کے لئے گھوڑوں کی پیشانیوں میں میری امت کے لئے اللہ تعالیٰ نے برکت رکھ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ (التکویر: ۵) تو کہا لیکن گھوڑوں کے متعلق ایسا نہیں کہا کہ کسی زمانہ میں قیامت تک ایسا بھی ہوگا کہ گھوڑوں کی ضرورت نہیں رہے گی یا انسان کو گھوڑے کی برکت سے فائدہ اُٹھانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

ہم گھوڑوں میں دلچسپی رکھتے ہیں آج گھوڑ دوڑ کا مقابلہ بھی ہے اور گھوڑوں والے اپنے گھوڑے لے کر آئے ہوئے ہیں (مانگے کے نہیں)

ہم گھوڑوں میں دلچسپی اس لئے نہیں لے رہے کہ ہم گھوڑوں کی پرستش کرتے ہیں نہ اس لئے کہ ہم خدا کو چھوڑ کر یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو نظر انداز کر کے ہم گھوڑوں سے کوئی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمیں گھوڑوں سے اس لئے پیار ہے کہ ہمارے محبوب آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوڑوں سے پیار تھا۔ ایک کہاوت ہے لمبی کہانی۔ وہ تو میں نہیں سناؤں گا اس وقت، وقت لگے گا لیکن وہ یہ ہے کہ کہنے والے نے کہا تھا کہ مَیں بینگن کا غلام تو نہیں مَیں تو بادشاہ کا غلام ہوں۔ تو ہم گھوڑوں کے غلام نہیں ہیں لیکن ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں

اور اس غلامی پر ہم فخر کرتے ہیں اور گھوڑوں سے ہم اس لئے پیار کرتے ہیں کہ ہمارے محبوب آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں سے پیار کیا اور اپنے صحابہ میں اس پیار کو اتنا راسخ کیا جس کی مثال نہیں ملتی۔ میں نے پہلے بھی بتایا کہ دو سال ہوئے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اکٹھی کروائیں صحابہ کے اقوال جمع کئے۔ سب سے پہلے قرآن کریم کی آیات اکٹھی کیں جن میں گھوڑوں کا ذکر ہے اور اس طرح یہ ہاتھ سے لکھی ہوئی ایک اتنی موٹی کتاب بن گئی اور وہ باتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گھوڑوں کے متعلق سکھائی ہیں کہ آج یہ دُنیا اتنی ترقی کر گئی۔ گھوڑے کے علم میں بھی ترقی کر گئی لیکن وہاں تک ان کے ذہن اب بھی نہیں پہنچے۔ اب ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال میں ایسی باتیں نظر آتی ہیں جہاں آج کی دُنیا نہیں پہنچی۔ ان حقائق تک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائے۔

یہ گھوڑ دوڑ کوئی میلہ نہیں ہے بلکہ یہ اپنے اس پیار کی ایک عاجزانہ نمائش ہے نمائش بھی دو قسم کی ہوتی ہے ایک ریاکارانہ نمائش ہوتی ہے ایک عاجزانہ نمائش ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار نہیں کرنے والے، ان کی نمائش ریاکارانہ ہوتی ہے جسے Show کہتے ہیں دکھاوے کے لئے ظاہر کرنا خواہ اندر کھوکھلا ہو لیکن ایک اُس شخص یا جماعت کی نمائش جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرنے والی ہے وہ عاجزانہ نمائش ہوتی ہے۔ ریا کے ہر پہلو سے ہم نے اپنے اس قسم کے اجتماعات کو محفوظ کرنا ہے۔ بعض لوگوں کو جن کی صحیح تربیت نہیں ہوئی شاید اس سے تکلیف بھی پہنچے لیکن بعض لوگوں کی ظاہر دُنیا دارانہ تکلیف کی ہم کیا پرواہ کر سکتے ہیں ہمیں تو پرواہ یہ ہے کہ کہیں ہمارا رب، ہمارا خالق، ہم سے پیار کرنے والا رب کریم ناراض نہ ہو جائے۔ باقی ہمارا یہ کام بھی ہے کہ ہم تربیت کریں ان کی بھی جن کی تربیت پہلے بھی ہو چکی ہے کیونکہ ہم ایک جگہ ٹھہر نہیں سکتے انسان کو مزید تربیت کی ضرورت رہتی ہے اور ان کی بھی جن کی ابھی پوری طرح تربیت نہیں ہوئی۔ اس لئے میں نے کہا ہے کہ جو جہاں تربیت کی تھوڑی سی ضرورت نظر آئی تھی اس ضلع کے امیر صاحب کو بلائیں اور ان کو بلا کے ابھی تربیت کی طرف توجہ دیں کیونکہ اگر اصل روح نہ ہو تو ہزار ہا لکھو کھہا گھوڑے بھی اس پر قربان۔ ہم نے تو وہ معاشرہ پیدا کرنا ہے جس کے ہر پہلو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی ایک جھلک نظر آئے۔ اللہ تعالیٰ ہم

سب کو اس حقیقت کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اپنے گھوڑوں سمیت جو دوست باہر سے آئے ہوئے ہیں ان کو اور ان کے گھوڑوں کو بھی ہر قسم کی تکلیف اور پریشانی اور بیماری سے محفوظ رکھے اور جو دیکھنے والے ہیں ان کو بھی کسی طور سے بھی کوئی تکلیف نہ پہنچے بلکہ ہنسی خوشی آنے والے بشاشت کے ساتھ آئیں، رہیں اور پھر خدا تعالیٰ کی رحمتوں کے سایہ کے نیچے اپنے گھروں کو پہنچیں۔ وہاں بھی خدا کی رحمت انہیں ہر وقت حاصل رہے اور جو ربوہ والے ہیں وہ بھی خدا تعالیٰ کی اس خلق کی شان دیکھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اقوال ہیں جن کے نتیجہ میں گھوڑوں کا پیار ہمارے دل میں پیدا ہوا ہے وہ اپنے دل میں بھی گھوڑوں کے لئے پیار پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار کے نتیجہ میں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے۔

(از رجسٹر خطباتِ ناصر غیر مطبوعہ)